© rasailojaraid.com

ادبیات

غزل

جناب الم مظفرنگری

کارفرما ہوں اگر ہمتیں انسانوں کی
روک دیں یورشیں بڑھتے ہوئے طوفانوں کی

عزّت افزائی ہے یہ کون سے دیوانوں کی
فرشِ گل بچھنے لگے راہ میں زندانوں کی

یہ ہیں بے ضابطہ سرگرمیاں دیوانوں کی
بے جنوں دھجیاں کرتے ہیں گریبانوں کی

رسمِ زنداں ہیں کسے یاد کہ اب بعدِ فنا
بیڑیاں کون بڑھائے ترے دیوانوں کی

روح پرور تھا ہر اک جرعۂ مے کل ساقی
غم ربا آج ہے شیشوں کی نہ پیمانوں کی

بنتے جاتے ہیں حجابِ رخِ شمعِ محفل
بھیڑ کتنی سرِ فانوس ہے پروانوں کی

کیا کوئی اور بھی ویرانہ ہے زیرِ تعمیر
خاک جاتی ہے کہاں اُڑکے بیابانوں کی

بلبل و گُل کے فسانوں کو نہ سمجھو بیکار
یہ ہیں دیرینہ روایات گلستانوں کی

آمدِ فصلِ بہاری کے ہیں چرچے ہر سُو
ہو گی تنظیم نئے سر سے گلستانوں کی

لالہ و گُل سے ٹپکتا ہے الم خونِ وفا
محضرِ خوں ہیں فضائیں چمنستانوں کی

◎

غزل

جناب سعادت نظیر

طے یہ ہے کہ جب تک وہ گلفام نہیں ملتا
اک لمحہ مرے دل کو آرام نہیں ملتا

سب کہنے کی باتیں ہیں، راحت کا زمانہ ہے
مرتے ہیں کہ جینے کا پیغام نہیں ملتا

ساقی، تری محفل میں سب مست ہیں پی پی کر
مجھ تشنہ جگر ہی کو اک جام نہیں ملتا

انجام سے ہستی کے آغازِ محبت ہے
آغازِ محبت کا انجام نہیں ملتا

جو لوگ جفاکش ہیں فرصت ہی نہیں اُن کو
کاہل ہیں، جو کہتے ہیں، کچھ کام نہیں ملتا

مے خانۂ عالم میں جرأت سے جو عاری ہیں
مینا و سبو کیسے؟ اک جام نہیں ملتا

محسوس نظیر، ایسا ہوتا ہے مجھے اب تو
فرقت میں کسی پہلو آرام نہیں ملتا

© rasailojaraid.com